تأسف ہے کوئی اقرار تجھ سے کر نہیں سکتا
تری اِس بات پر گوشِ سماعت دھر نہیں سکتا
ترے اُس دشمنِ دیں کو مَیں دشمن کس طرح سمجھوں
کہ وہ بندہ خُدا کا بُت شکن مَیں ہی مُحمّد ہُوں
صدائے مرسلِ حق سُن کے دِل بڑھیا کا شرمایا
نِکل کر موجہائے بے خودی سے ہوش میں آیا
کہا اے حامیِ بے کس! اگر تُم ہی محمّد ہو
جہاں سے لے کے آئے تھے وہیں پھر لے چلو مجھ کو
یہاں رہنا ہے اب میرے لئے مقہُور ہو جانا
کہ تجھ سے دُور ہونا ہے خُدا سے دُور ہو جانا
تری گفتار کے دیدارِ پُرانوار کے صدقے
مَیں ایسی جیت کے قُرباں اور ایسی ہار کے صدقے

Marfat.com

فنا فی النار ہے قاروں کا آخر گنجِ آفاقی
خُدا کی دین ہے دینِ خُدا کی دولتِ باقی
شرف حاصل کیا مَیں نے جو تجھ سے ہمکلامی کا
ملا رُتبہ خُدا سے آج مجھ کو نیک نامی کا
تُو اپنے دعوئے پیغمبری میں عین سچّا ہے
ترا ہر دُشمنِ بدحاسدِ ناپاک جھُوٹا ہے
یہی اِک مختصر سی حق و باطل کی کہانی ہے
خُدا کا نام باقی ہے بتُوں کا نام فانی ہے

---

تبسّم ریز ہو کر مسلمہ بے جان بُڑھیا کا
اُٹھایا پھر رسُولؐ اللہ نے سامان بُڑھیا کا
وہ ہر بہتر سے بہتر اور ہر برتر سے بالاتر
چلا آہستہ آہستہ عظیم الشان پیغمبرؐ

دماغ و دِل کو اَوھامِ بتاں سے کر دیا خالی
پُرانے گھر میں بڑھیا کے نئی دُنیا بسا ڈالی

سلام اے ناتواں بُوڑھوں کو ہمت بخشنے والے
سلام اے فضلؔ کو اَوجِ مروّت بخشنے والے

# سنگدلِ کافرہ کا ایمان لانا

فسوں گر کافرہ مکّے میں اِک خاتون رہتی تھی
اور اُس کے دِل میں نمّدی شور و شر کے خُوں کی بہتی تھی
نجات اپنی سمجھتی تھی بتُوں کی خیر خواہی سے
خفا ناحق تھی ناحق آشنا دینِ الٰہی سے
دلِ بے درد میں آتش خصومت کی بھڑکتی تھی
خُدا کا نام سُن کر رعد کی صُورت کڑکتی تھی

---

لہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ (الحدیث) میں اِس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارمِ اخلاق کی تکمیل کروں (کنز العمال عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

جنابِ مُصطفٰےؐ ہر روز جب مسجد کو جاتے تھے
اُسے ڈیوڑھی کے در پہ منتظر اِستادہ پاتے تھے
کھڑی ہوتی غلاظت تھام کر دستِ خباثت میں
تعصّبُ بدخصالی گویا پائی تھی وراثت میں
درِ حق پوش سے جو رحمتِ عالم گزرتے تھے
دلِ ظلمت فشاں میں بُغض کے فِتنے ابھرتے تھے
سِتم کرتے ہوئے خوفِ خُدا دِل میں نہ لاتی تھی
نبیؐ کے جسمِ اطہر پہ غلاظت پھینک جاتی تھی
مگر محبُوبِ ربّ العٰلمین خاموش رہتے تھے
ہمیشہ مُسکرا دیتے تھے مُنہ سے کچھ نہ کہتے تھے
ہُوا اُس کے یونہی گھر سے گزر اِک دن جو مرسلؐ کا
نہ دیکھا منظرِ بد اُمِ شرّ مکّار، اسفل کا

Marfat.com

یہ پُوچھا اِک محلّے والے سے حضرتؐ نے اے بھائی
بخیریت تو ہے وہ پیرزن وہ مہرباں مائی
کہا حضرت وہ بُڑھیا آج بیماری کی حالت میں
پڑی ہے بسترِ آزار پر رنج و مُصیبت میں
یہ سُنتے ہی عیادت کے لئے وہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
چلا رنجور دشمن کی طرف بادیدۂ پُرنم
درِ جَور و جفا پر صاحبِ حلم و صفا پہنچا
دلِ دشمن میں گھر کرنے کو گھرِ دشمن کے جا پہنچا

---

ادائے دِلستاں سے تُرشرو کے سامنے آیا
دلِ بیمار کو رنج و ملال و کرب میں پایا
کہا تجھ پر سلام اے مہربان نیک دِل خالا
ہُوا حاضر ہے خدمت کے لئے خدمت کا متوالا

Marfat.com

میں گو مسرور ہوں شوقِ زیارت کی مسرت پر
مگر دل نالہ کش ہے طبعِ نازک کی علالت پر
مری تکلیف کو مت خاطرِ ناساز میں لائیں
محمدؐ کے لئے جو کارِ لائق ہو وہ فرمائیں
ادائے خلق سے بڑھیا کا اندازِ کہن بدلا
نگہ بدلی، سخن بدلا، روش بدلی، چلن بدلا
تصور میں گناہوں کی جو تصویریں نظر آئیں
عقوبت کے لئے پُر ہول زنجیریں نظر آئیں
خدا کے خوف سے ارمانِ دل پہلو میں تھرائے
خجالت کے سبب آنکھوں میں خونیں اشک بھر آئے
کہا رو کر کہاں سے طاقتِ گفتار لاؤں میں
مجھے محبوبِ حق نادم نہ کر قربان جاؤں میں

Marfat.com

کلامِ نرم سے سنگیں جگر پہ کیا اثر ڈالا
ترے اخلاق کی شمشیر نے مجروح کر ڈالا
سیاہی کی مرے سینے میں آلائش نہیں باقی
صداقت پر تری کچھ شک کی گنجائش نہیں باقی
کتابِ پاک سچّی، مذہبِ خُلق و صفا سچّا
تُو سچّا، بات سچّی، سچّے بندوں کا خُدا سچّا
بُتوں کو خاک میں نفرت سے ٹھکرا کر ملاتی ہُوں
بحمداللہ درِ توحید پر گردن جُھکاتی ہُوں
گذشتہ زندگانی کی تلافی چاہتی ہُوں مَیں
خطاکاری پہ نادم ہُوں معافی چاہتی ہُوں مَیں

Marfat.com

تبسم ریز ہو کر موجِ رحمت جوش میں آئی
اُٹھا کر ہاتھ مرسلؐ نے دُعائے خیر فرمائی
بلند اے فضلؔ احساں کا عَلَم ہر آن ہوتا ہے
عدو خُلقِ نبیؐ سے کِبر، نخوت، ناز کھوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# قرآنِ مجید[1]

ابھی پردہ لاکھوں پردہ ہائے راز باقی ہیں
محمدؐ کے ہزاروں دفترِ اعجاز باقی ہیں

جونہی بھر کر طرارا رفِ ہمت نے رُخ پھیرا
سراپا نقشِ حیرت بن گیا نقشِ قلم میرا

زبانِ شوق کو طاقت کہاں معجز بیانی کی
کہ خود ہی معترف اپنی زباں ہے بے زبانی کی

سیاہی کے سمندر خشک ہو جائیں تو ہو جائیں
خیالوں میں مفکّر غرق ہو کر ہوش کھو جائیں

مقرّر نکتہ رس کرتے رہیں تا حشر تقریریں
مدبّر حسن و خوبی کی نکالیں لاکھ تدبیریں

سخنور ختم کر ڈالیں ردیف و قافیہ بندی
نہ ہوگا ختم لیکن ذکرِ محبوبِ خداوندی

---

[1] تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان)

وہ (خدائے عزّوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہلِ عالم کو ڈرائے (ہدایت کرے)۔

Marfat.com

تقاضا اہلِ دل نے جب کیا رنگیں نوائی کا
ہوا پیدا تلاطم روح میں نغمہ سرائی کا

دیا ذوقِ جنوں انگیز نے سوزِ جگر مجھ کو
لٹانے ہیں ابھی بحرِ تخیّل سے گہر مجھ کو

مجھے مضمونِ جاں افروز کو منظوم کرنا ہے
کتاب اللہ کے اعجاز کو مرقوم کرنا ہے

قلم کو سجدہ ریزی کا سکھایا پھر سبق میں نے
گلِ تحمید کی تقدیس کا الٹا ورق میں نے

گھٹا ظلمت کی ہر سو چھا چکی تھی جب زمانے پر
برستے تھے ریاکاری کے بادل ہر گھرانے پر

کیا تھا چاک دامانِ تمدن بربریت نے
حیا کو روندڈالا تھا سیہ کاری کی وحشت نے

مزا انساں کو جب ملتا تھا انساں کی ہلاکت پر
شرافت رو رہی تھی دورِ نازک کی جہالت پر

غبار آلود تھی انسانیت کی پاک دامانی
قیامت تھی کنواری لڑکیوں کی نیم عریانی

عرب کا حال اپنی نوعیت میں سب سے بالا تھا
جہالت میں جہاں ہر شخص دنیا سے نرالا تھا

یہاں کے مختلف اطراف میں تھی عام آبادی
جہاں آباد نصرانی بھی تھے صابی یہودی بھی

نقابت پر اتر آتی تھیں آتش بار تلواریں
سرِ میداں دکھا دیتے بہا کر خون کی دھاریں

Marfat.com

بپھر جاتے اگر بیوی کا سینہ پھاڑ دیتے تھے
زمیں میں اپنی زندہ بچیوں کو گاڑ دیتے تھے

یہ ادنیٰ کام تھا وحشت نما مردانِ پُرفن کا
چبا جاتے کلیجہ گرگ بن کر اپنے دشمن کا

ہراساں آبرو ہر دم تھی پاکیزہ جبینوں کی
کہ عصمت چھن رہی تھی جابجا پردہ نشینوں کی

سوالوں میں جوابوں میں اُلجھنا نازنینوں سے
بگڑنا، رُوٹھنا ہم مشربوں سے ہمنشینوں سے

ذرا سی بات پر آنکھوں کا شعلہ بار ہو جانا
نہنگوں کا ذرا سی چھیڑ پر خونخوار ہو جانا

ٹھکانا تھا نہ کوئی بینواؤں کی مُصیبت کا
نہ مزدوروں کو دیتا تھا ثمر کوئی مشقت کا

گزر جاتی تھیں راتیں سکبسوں کی فاقہ مستی میں
نجیبوں پر تھا جینا تنگ ان چوروں کی بستی میں

بلا کی چیرہ دستی، کشت و خونریزی، غضبناکی
تشدد آفرینی، جور و استبداد و سفاکی

نہ کچھ خوفِ سزا اُن کو نہ کچھ فکرِ جزا اُن کو
کبھی بھولے سے بھی آتی نہ تھی یادِ خدا اُن کو

مشاغل روز و شب کے رہزنی، دزدی و قزاقی
ستم کی گرم بازاری، دل آزاری بداخلاقی

تڑپ جائیں کسی مظلوم کے نالوں سے نامکن
یہ باز آئیں کرشموں، ہتھکنڈوں چالوں سے نامکن

ترس کھائیں کسی معصوم پر توبہ! معاذ اللہ!!
پگھل جائیں وہ پتھر سے جگر توبہ! معاذ اللہ!!

Marfat.com

رواں تھے خُون کے دریا یتیموں کی نگاہوں سے　　لرزتا تھا فلک بیواؤں کی پُرسوز آہوں سے

غُلاموں، لونڈیوں کی چیخ کو کوئی نہ سُنتا تھا

کوئی غُربت زدہ کے پاؤں سے کانٹے نہ چُنتا تھا

سزاوارِ جہنّم کوردِل، پُتلے خطاؤں کے　　پُجاری تین سو ساٹھ اہلِ باطل دیوتاؤں کے

شُعُورِ زندگی سے بے خبر، ناقص تریں بندے　　سراپا ننگِ ہستی، قول کے، اعمال کے گندے

منات و لات و عزّےٰ کی شریعت پالنے والے　　ہبل کے نام سے آئی بلائیں ٹالنے والے

پرستش پتھروں کی چاند سُورج کی ستاروں کی　　کہیں آتش کی پُوجا تھی کہیں تھی آبشاروں کی

نڈر، سنگیں جگر، جابر، شریر و مفسد و جاہل　　سدا بیداد جُو، بیداد گر، بیداد پر مائل

نہ کچھ شرطِ ادب اُن کو نہ کچھ پاسِ حیا داری　　خطاکاری پہ رہتی تھی حرم کی چار دیواری

عرب کے کونے کونے میں نزاعیں تھیں لڑائیں تھیں

کہیں تیروں کی بارش تھی کہیں کوڑوں کی ماریں تھیں

فساد و شر کے جلسے یعنی وہ ہر سال کے میلے[1]　　جہاں بَن ٹھن کے آتے سینکڑوں شیطان کے چیلے

[1] عکاظ کے میلے یعنی نخلہ اور طائف کے درمیان جنگل میں ایک بازار تھا جہاں ذیقعدہ کے چاند میں ۲۰ دن میلہ لگتا تھا (منتہی الارب)

Marfat.com

جا بجا دیکھیو ہجوم عاشقاں جھرمٹ حسینوں کا
وہ گانا، دف بجانا، ناچ کرنا نازنینوں کا

وہ گرد آلود خیمے تھے کہ ظلمت کے غبارے تھے؟
غبارے تھے کہ شر انگیز دوزخ کے شرارے تھے؟

نمائش میں ادا و ناز کی وہ گرم بازاری
نگاہوں کی جھپٹ وہ دلبروں کی شعلہ رخساری

شفق کے خون میں ڈوبی ہوئی وہ لالہ فام آنکھیں
سخن ساز و حیا سوز اور مئے گلگوں کے جام آنکھیں

فسوں گفتار میں، رفتار میں شوخی قیامت کی
دلوں میں شہر جبیں پر سرگیں بندی شقاوت کی

وہ باہم بادہ نوشوں کا گنہگاری کی بستی میں
بہکنا، لڑکھڑانا، ڈگمگانا حالِ مستی میں

سر رہ شاعروں کی بزم کا وہ گرم ہو جانا
اور اپنی گرمیٔ گفتار سے لوگوں کو بھڑکانا

نکلتے تھے رجز پڑھتے ہوئے جب رزمگاہوں میں
قدم بوسی کو فتنے حشر سے آتے تھے راہوں میں

کیا کرتے تھے ایسی اشتعال انگیز تقریریں
کہ ٹکراتی تھیں موجوں کی طرح آپس میں شمشیریں

زمانہ آج تک اُن کی سخن گوئی پہ مرتا ہے
جہاں اُن کی زباں دانی پہ ابتک ناز کرتا ہے

تصدق دیوِ عصیاں اُن کے بیہودہ شمائل پر
بہائم جاں سے قرباں اُن کے اطوار و خصائل پر

یہ اُن صحرا نشینوں کا تھا دہشت خیز نظارہ
درندے جنگلوں میں جس طرح پھرتے ہوں آوارہ

Marfat.com

دماغوں میں شرارت آنکھ میں شوریدگی سر میں
عناد و بغض و تلبیس و ریا طبعِ فسوں گر میں

شفا پاتے نہ تھے شیریں کلامی کے علاجوں میں
کہ تھی تلخی زیادہ تخمِ حنظل سے مزاجوں میں

گریزاں عقل و دانش سے فنون و علم سے عاری
تھے انکی دل لگی کے واسطے فحش و زناکاری

غرض یہ دورِ انسانی کا وحشت ناک تھا منظر

تسلط پا چکا تھا ہر طرف شیطان کا لشکر

دماغوں کے خلل سے آدمیت کا نشاں بگڑا
نگاہ و دل بگڑنے سے عیاں بگڑا نہاں بگڑا

بنا کر اپنے ہاتھوں سے فجور و فسق کی ٹولی
خوشی سے آدمِ خاکی نے کھیلی خون سے ہولی

سروں پر ابرِ آتش چھا گیا خونیں دادوں سے
فضائیں ہو گئیں مسموم زہریلی ہواؤں سے

رواں تھا بحرِ طوفاں خیز میں انسان کا بیڑا
ڈبونے کو جسے ظلمت فشاں موجوں نے آ گھیرا

کوئی واقف نہ تھا آفاق میں قانونِ فطرت سے
نبوت پل رہی تھی رفتہ رفتہ شانِ قدرت سے

درخشاں ہو چکا تھا مہر انوارِ صداقت کا
صداقت نے مگر جامہ نہ پہنا تھا رسالت کا

وہ دن آیا کہ آخر غیرتِ حق جوش میں آئی
عروسِ زندگی نے دہر میں لی مست انگڑائی

Marfat.com

حرا کے غار میں جلوے ہی جلوے ہو گئے پیدا
سراپا رشکِ جنّت بن گئی اب وادیٔ بطحا

ہُوا آغازِ قرآں سے نزولِ رحمتِ باری
مُبارک جُمعہ کی اٹھارھویں[1] رمضان کی شب تھی

زمیں پر آسماں سے درسِ "اِقرأ" کا پیام آیا
زباں پر جانفزا صلِّ علیٰ لفظِ سلام آیا

مُحمّد کا مُبارک رہبرِ دُنیا و دیں ہونا
مُبارک احمدِ مُرسل کا ختم المرسلیں ہونا

عیاں ہونے لگا مہرِ رسالت جب بلندی پر
کہا ربِّ علا نے عرش سے فَاصْدَعْ[2] بِمَا تُؤْمَرُ

---

[1] علماء کا اتفاق ہے کہ ولادتِ باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل ہوئی۔ نیز اتفاق ہے کہ ابتداءِ وحی اکتالیسویں سال کے شروع میں ہوئی۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابتداءِ وحی بھی ۱۲ ربیع الاوّل ہوئی۔ مگر قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کا نزول رمضان المبارک میں ہوا۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ ابتدائے نزولِ قرآن ماہِ رمضان ہے۔ کچھ دنوں سے مراد اس عرصہ کا درمیانی فاصلہ قریباً چھ ماہ ہے جس میں وہ رؤیائے صادقہ آتے رہے جو نبوّت کا چھیالیسواں حصہ (۲۳ سال عہدِ نبوّت کا چھیالیسواں حصہ = ۶ ماہ) تھے۔ امام طبری نے نزولِ قرآن کی تاریخ ۱۷ یا ۱۸ رمضان روایت کی ہے۔ چونکہ ۱۸ رمضان سنہ نبوّت کو یومِ جمعہ تھا (مطابق ۱۷۔ اگست سنہ ۶۱۰ء) اس لئے نزولِ قرآن عبید شب جمعہ ۱۸ رمضان کو تھا۔ (رحمۃ للعلمین حصہ اوّل)

[2] فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (حجر)
پس جو تجھے حکم دیا گیا ہے وہ شگاف کر دے اور مشرکین کی مطلق پروا نہ کر۔

Marfat.com

پہنچے تلقینِ صفا پر واعظِ ربِ قدیر آیا
عَلَم توحید کا تھامے نذیر آیا بشیر آیا

جگایا صورِ حق آمیز سے خوابیدہ بستی کو
بلندی پر اُٹھایا حضرتِ انساں کی پستی کو

دہل اُٹھے خدا کے خوف سے دِل فتنہ کاروں کے
کہ بدلے رُخ ہواؤں کو ہساروں آبشاروں کے

زبانِ ایزدی پر نامِ "مُدَّثِّر" کا جب آیا
تو "مُزَّمِّل" کو حکمِ "قُمْ فَاَنْذِرْ"[1] ساتھ فرمایا

بڑھایا دِل کبھی محبوب کا "لَا تَقْنَطُوْا" کہہ کر
کبھی گرما دیا قلبِ جگر کو "وَاذْکُرُوْا" کہہ کر

کبھی "یٰسین" کے نغمات سے رنگیں نوائی کی
کبھی کہہ کر زباں سے "لَا تَخَفْ" مُشکل کشائی کی

وہ فخرِ انبیاء تاجِ رسالت مشفقِ عالم
امینِ صادق و محبوبِ فطرت ہادیِ اعظم

چہل سالہ وہ جس کا ہو چکا تھا پیکرِ اطہر
فرشتے آج قرباں ہو رہے تھے جسکے قدموں پر

---

[1] یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۪ (مدثر) اے بالاپوش اوڑھنے والے۔ کھڑے ہوجاؤ۔ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔ اور کپڑے پاک رکھو۔ اور بتوں سے دُور رہو۔ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔ اور اپنے رب کے لئے صبر کئے رہو۔ (خزائن العرفان)

جسے مطلوب تھی کایا پلٹنی دو جہانوں کی — مکینوں کی مکانوں کی زمینوں آسمانوں کی
جو دُنیا کے تماشوں سے سدا بیزار رہتا تھا — جو چُپکے چُپکے غاروں میں ہزاروں رنج سہتا تھا
جو سمجھاتا تھا گمراہوں کو بازاروں میں راہوں میں — جہاں کی دولتیں جچتی نہ تھیں جسکی نگاہوں میں
خدا نے رحمۃ للعلمین جس کو لقب بخشا — وہ اُمّی درسِ قرآں کے لئے میدان میں نکلا
عرب کے کونے کونے سے صدا اُٹھی پکار آئی — کہ تنہا موجِ حق باطل کے طوفانوں سے ٹکرائی

مقابل میں بیاں کیا ہو سکیں غیروں کے افسانے
کہ بیگانوں سے بڑھ کر بن گئے اپنے بھی بیگانے

ہوا جب آشکارا رازِ وحدت چشمِ بینا پر — تو کعبے میں گرے بُت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہ کر
کیا "اَعْلَوْنَ"[1] کو مشروط ایمان و صداقت سے — ملال و حُزن کے پردے اُٹھائے اپنی رحمت سے

---

[1] وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
(آلِ عمران) اور نہ تم آزردہ خاطر ہو۔ اور نہ ہی خوف کرو۔ تم ہی بلند کئے جاؤ گے بشرطیکہ تُم مومن کامل ہو۔

Marfat.com

وفا سرکش کو سر کرنے لگی آہستہ آہستہ — مروت دل میں گھر کرنے لگی آہستہ آہستہ
اُدھر مٹتا گیا گھٹتا گیا طوفانِ شیطانی — اِدھر بڑھتا گیا چڑھتا گیا سیلابِ رحمانی

اندھیرے میں پیمبرؐ نے کیا نورِ سحر پیدا
جُھلستی ریت میں ہونے لگے لعل و گُہر پیدا

مجسم دستِ شفقت بن گیا دستِ ستمگاری — ہُوئی رُخصت جہاں سے بزمِ ظلمت کی سیہ کاری
نمایاں کل تھی جس گلشن میں بربادی ہی بربادی — وہاں جلوہ نما تھی آج آبادی ہی آبادی
خزاں کا دَور دَورا دُور ہو کر مٹ گیا آخر — غرور و نازِ شدّادی کا مُنہ پٹ گیا آخر
نظامِ زندگی اُلٹا قوانینِ جہاں بدلے — کلامِ پاک سے بے رس زبانوں کے بیاں بدلے
زمانے کے جو غاصب تھے بنے والی یتیموں کے — بڑھے دستِ کرم جوشِ سخاوت سے کریموں کے[1]

---

[1] ابوطلحہ انصاری نے قرآن مجید کی آیت سُنی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (نیکی کا اعلیٰ درجہ نہیں مل سکتا جبتک کہ اللہ کی راہ میں وہ شے صرف نہ کردو جو تمہیں بہت پیاری ہے) اُن کے پاس ایک باغ تھا جس کی پچاس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی اسی وقت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ باغ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں ۔ (رحمۃ للعلمین جلد سوم)

Marfat.com

تمیزِ بندہ و آقا رہی باقی نہ بندوں میں
ہوئی پیدا اُخوّت زیردستوں، سربلندوں میں

نوازا نعمتِ توحید سے دِل شرک والوں کا
کدورت سے مُصفّا کر دیا شیشہ خیالوں کا

چمک اُٹھی جمالِ سرمدی کی شانِ اعجازی
نہ کچھ کام آسکی اہلِ دغل کی شعبدہ بازی

سراسر کھلبلی سی مچ گئی دُنیائے باطل میں
ہوا اِک شور برپا موجدانِ قہر کے دِل میں

جہادِ فی سبیل اللہ سُن کر صف بہ صف نکلے
خُدا کی باریابی کو مُجاہد سر بکف نکلے

تمنّا سجدہ ریزی کی تڑپ اُٹھی جبینوں میں
مِٹا کر نقشِ باطل بس گئی توحید سینوں میں

ستمگر کانپ اُٹھے مظلوم و بیکس کی اسیری پر
تصدّق تاجِ شاہی ہو گئے شانِ فقیری پر

عمرؓ اب تک جو خُونریزی میں یکتائے زمانہ تھا
جو اپنی طرزِ استبداد میں مردِ یگانہ تھا

جسے کفّارِ فنِّ کُفر کا اُستاد کہتے تھے
جسے قصّاب کہتے تھے جسے جلّاد کہتے تھے

نہ جُھک سکتی تھی جسکی کبر سے اکڑی ہوئی گردن
خُدا کی برگزیدہ شان کا سب سے بڑا دشمن

نگاہیں پھیر کر دیکھے تو وحشی خوف کھا جائیں
جو ہوں بر جبیں دہشت سے جن و دیو تھرّائیں

Marfat.com

جو گھر سے مُصطفٰے کا سر قلم کرنے کو نکلا تھا — جو تیغِ شعاع افشاں خُون سے بھرنے کو نکلا تھا

وہ جس نے قہر سے ہمشیر پر شمشیر برسائی — مگر وہ طاہرہ تحمیدِ خالق سے نہ باز آئی

پشیماں ہو کے لیکن خود پڑھی جب سُورتِ طٰہٰ — حواس و ہوش کھو کر مُرغِ بسمل کی طرح تڑپا

نہاں تھی سختیٔ فولاد جس کی طبعِ محکم میں
وہ اب روتا ہُوا بیتاب تھا اِسلام کے غم میں

لبیدِ[2] عامری جو شاعری میں فردِ کامل تھا — عدو دینِ الٰہی کا بُتوں کے دین کا حامل تھا

ہویدا جب ہُوئے قرآن کے اعجازِ رحمانی
نہ لایا بھُول کر پھر یاد میں شانِ رجز خوانی

طفیلِ[3] عمرو دوسی جو بڑا ذی ہوش انساں تھا — اور اپنے علم و دانش کے سبب مشہورِ دوراں تھا

---

[1] فاطمہ نامی تین صحابیات ہیں۔ مؤرخ کے نام میں۔ فاطمہ بنت رسولِ بتول اور حضرت علی کی ماں اور حمزہ کی بیٹی (رضی اللہ عنہم) کو کہتے ہیں (منتہی الآمال)

[2] لبید عامری عرب کے مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزمِ مشاعرہ کے ایک رکن تھے جن کے اشعار کی نسبت یہ ضرب المثل جاری ساری تھی "اُکتبوھا علی الخناجر ولو بالخناجر" (ان شعروں کو اپنی اپنی گردنوں پر لکھ لو۔ خواہ خنجروں کی نوک ہی سے لکھنا پڑے) عمر فاروقؓ سے وہ ایک بار ملنے کو آئے تو خلیفہ نے مہمان کو دلجوئی کے طور پر فرمایا۔ کچھ اپنے اشعار سناؤ انہوں نے کہا۔ امیر المومنین جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سورۃ بقرہ اور آلِ عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں فاروقؓ نے

[3] طفیل بن عمرو دوسی ؛ (رحمۃ للعلمین و سیرۃ النبیؐ)

Marfat.com

یمن کے اردگرد اسکی رئیسانہ حکومت تھی
مگر ایمان کے جلووں سے بے بہرہ بصیرت تھی

اِنہی ایام میں جب دیدِ کعبہ کے لئے آیا
تو سردارانِ مکّہ نے اُسے یوں جا کے بہکایا

کہ اِس خطّے میں پیدا ہو گیا ہے ایک جادُوگر
جو کہلاتا ہے اپنے آپ کو خالق کا پیغمبر

کہیں اُس سحر خواں کا آپ پر جادُو نہ چل جائے
مُبادا دِل پگھل کر موم کے سانچے میں ڈھل جائے

محمد نام ہے اُس کا نئے مذہب کا بانی ہے
تکلّم کی روانی کیا ہے اِک جادُو بیانی ہے
صلی اللہ علیہ وسلم

دلِ مخلوق میں کیا جانئے کیا بھر دیا اُس نے
بیک لحظہ جُدا بھائی سے بھائی کر دیا اُس نے

یہ وُہ ساحر ہے جس نے فطرتِ انساں بدل ڈالی
بُتوں کی مہر سے سینوں کے سینے ہو گئے خالی

بِکھر کر آج جمعیّت کی جمعیّت پریشاں ہے
سفینہ ملّتِ آزاد کا محصورِ طوفاں ہے

تعصّب زا خیالوں نے کیا ایسا اثر پیدا
گُلِ رحمت نظر آنے لگا سردار کو کانٹا

اُسے جس روز کعبے کی زیارت کا خیال آتا
تو اپنے دونوں کانوں میں وہ روئی ٹھونس کر جاتا

کہ وہ بانگِ فسوں گوشِ سماعت میں نہ آ جائے
اور اپنا دل دِل بیگانہ خُو ہو کر ستم ڈھائے

یُونہی اِک دن جو بیت اللہ میں پیمبر گوش آیا
مشیّت سے ترانہ سازِ سُبحانی کا سُن پایا

Marfat.com

وفورِ شوق سے پہنچا رسُول اللہ کے در پر
مُسلماں ہوگیا کافر کلامِ ایزدی سُن کر

لقب صدیق کا بوبکرؓ نے پایا صداقت سے
عمرؓ فاروقِ اعظم بن گیا فیضِ رسالت سے

ہُوئے حلقہ بگوشِ دینِ فطرت جامعِ قرآں
رہِ حق میں لُٹا کر مال کہلائے غنی عثمانؓ

عَلَم توحید کا ابنِؓ ابی طالب نے لہرایا
درِ مطلوب سے شیرِ خُدا کا مرتبہ پایا

صلائے عام تھی رحمان کی رحمت لگی بٹنے
شعاعِ احمدی سے کُفر کے بادل لگے چھٹنے

سُنائی جعفرؓ طیار نے جب سُورتِ مریم
پُکار اُٹھا وہیں شاہِ حبش با دیدۂ پُرنم

یہ اعجازِ زباں انساں کا ہرگز ہو نہیں سکتا
یہ اندازِ بیاں انساں کا ہرگز ہو نہیں سکتا

ہے انجیلِ مقدّس جس طرح الہامِ ربّانی
اُسی صورت ہیں ارشادِ خُدا آیاتِ قرآنی

جو شاعر شُہرۂ آفاق تھے جادُو بیانی میں
زباں جن کی تھی گویا موجۂ کوثر روانی میں

Marfat.com

جنہوں نے فخر و دعوے سے قصائدؔ آبدار اپنے  درِ کعبہ سے آویزاں کئے تھے شاہکار اپنے

مقابل میں اُنہیں جب نقشِ "اَعْطَیْنَا" نظر آیا
تو ہر نقاشِ معنی نقش بر دیوار تھا گویا

معاً قرآن کے اعجاز پر ایمان لے آئے  جو بھولے تھے فصاحت پر وہ کوتاہی بہ شرمائے

زباں سے اُن زباں دانوں کی یوں بیساختہ نکلا  کہ بیشک ہو نہیں سکتا کبھی یہ قولِ انساں کا

سُنا جب دخترانِ امرؤالقیس سخنداں نے  نئی شے کوئی پیدا کی ہے اک مردِ مسلماں نے

وفورِ ذوق سے "زِلْزَالَهَا"[2] پڑھ کر ہوئیں ششدر  کہ ابّا کی فصاحت اسکے آگے ہیچ ہے یکسر

---

[1] سبعہ معلقہ

[2] یہ مضمون تاریخی کتابوں میں اس طرح منقول ہے کہ امرؤالقیس جو فنِ شاعری میں اُستادِ وقت تھا اُس نے چند قوافیِ نادرہ "زَلْزَلَهَا" وغیرہ نکال کر چند اشعار کہے۔ جس پر اُس کے گھرانے والے فخر کیا کرتے اور میدانِ فصاحت میں کوسِ لمن الملک بجاتے تھے۔ مگر جب قرآنِ حکیم میں سورۃ "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا" نازل ہوئی تو اُن کا فخر تحیّر سے بدل گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ بناتِ امرؤالقیس دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئیں۔ (ابوالحسنات سیّد محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور)

Marfat.com

ہدایت پا کے دونوں شوق سے اسلام لے آئیں
درِ ساقیؐ سے وحدت کے چھلکتے جام لے آئیں

کئے ہیں مختصر میں نے بیاں اعجازِ قرآں کے
اٹھائے ہیں یونہی کچھ پردہ ہائے رازِ قرآں کے

محاسن ہوں بیاں اسکے کہاں ہے یہ مجال اپنی
کہ قرآں شانِ یکتائی میں ہے خود ہی مثال اپنی

ہے زندہ معجزہ ہر نکتہ ارشادِ یزدانی
یہاں ہوش و خرد کھو بیٹھتی ہے عقلِ انسانی

یہ وہ قرآں ہے جس کو زندۂ جاوید رہنا ہے
یہ ہے وہ چشمۂ عرفاں بہ تک جس کو بہنا ہے

فرازِ عرش سے بن کر یہی اُمّ الکتاب آیا
حیات افروز اپنے ساتھ لیکر انقلاب آیا

یگانہ معجزہ حضرتؐ کو یہ اللہ نے بخشا
نظیر اسکی ہوئی ہے اور نہ ہوگی دہر میں پیدا

یہ ہے وہ معجزہ ختم الرسل کو ناز ہے جس پر
اسی کے نورِ ظلمت سوز سے تاباں ہیں گنبد و بر

یہی گلزارِ ہستی میں بہارِ جاودانی ہے
کلیدِ فتحیابی ہے، نویدِ کامرانی ہے

یہی بہرِ دو عالم ایک دستورالعمل ٹھہرا
یہی قرآں قانونِ خدائے عزّ و جل ٹھہرا

اسی جاں بخش نے مُردہ دلوں کو زندگی بخشی
اسی نے ذرّۂ بے نور کو تابندگی بخشی

Marfat.com

اِسی کی کیمیا نے خاک کو اکسیر کر ڈالا　　عرب کے بدّوؤں کو عزش کا رہگیر کر ڈالا

یہی نورِ ہدےٰ بن کر جہاں میں جا بجا چمکا　　ہوئی خیرہ اِسی سے چشمِ گبر و مُلحد و ترسا

جُھکائے سر اِسی کے سامنے مغرور بندوں نے　　اِسے پا کر خُدا کو پا لیا مقہور بندوں نے

اسی میں دنیوی بھی اُخروی شانِ سعادت بھی　　حیات افزا تمدّن بھی خرد افزا سیاست بھی

یہی امن و امان و صُلح کا پیغام دیتا ہے　　سرودِ زندگی کا جامِ خوش انجام دیتا ہے

یہ قرآں خالقِ کونین کی تنویر ہے گویا
عرب کا چاند اِس تنویر کی تفسیر ہے گویا
صلی اللہ علیہ وسلم

اِسے کیا لزمِ ہستی میں بادِ تُند کا خطرا　　خُدا خود ناخدا جب بن گیا اپنے سفینے کا

رسُول اللہ جیسے شانِ زیبائی میں ہیں یکتا　　کوئی مُصحف بھی یوں قرآں کا ہمسر ہو نہیں سکتا

دکھاتا ہے یہی تحریر میں ماضی کی تصویریں　　ہیں پوشیدہ اِسی میں حال و مستقبل کی تقدیریں

خُدا کا منحرف اُمّی نبیؐ کی شان کو دیکھے
رسالت کو پرکھنا ہو تو اِس قرآن کو دیکھے

Marfat.com

اُٹھایا کس نے ذِمّہ نوعِ اِنساں کی حفاظت کا؟ دلایا کس نے حق دُنیائے نسواں کو وراثت کا؟
نکاحِ بیوگان کا مسئلہ حل کر دیا کس نے؟ گلِ مقصود سے دامانِ حسرت بھر دیا کس نے
ثمر خدمت کے کس نے بندہ کو خواجہ سے دلوائے؟ طلاق و خُلع کے اسرار مرد و زن کو سمجھائے؟

یہی قرآں ہے جس کو کاشفِ ہر راز کہتے ہیں
یہی فرقاں ہے جس کو مرکزِ اعجاز کہتے ہیں

سُنو اب کیا زبانِ حال سے قرآں کہتا ہے اور اپنی شان میں کس شان سے ہر آن کہتا ہے
مرے مدِ مقابل جن و شیطان و بشر آئیں مُقنّن، منطقی، زیرک، مفسّر دیدہ ور آئیں
ہے شیوہ جن کا اقصائے جہاں میں خود ستائی کا ہے اقوام و ملل میں شہرہ جنکی لب کشائی کا
وہ اربابِ سخن علم و ہنر پر ناز ہے جن کو دیا اللہ نے فکرِ فلک پرواز ہے جن کو
جو ہمت ہو تو آکر سامنے جرأت کریں پیدا مری صورت یہ مل کر ایک ہی سورت کریں پیدا
یہ وہ دعویٰ ہے جسکو ساڑھے تیرہ سو برس گزرے زمانے میں ہزاروں اہلِ بینش نکتہ رس گزرے
ہوا پیدا نہ لیکن آج تک فردِ بشر کوئی جو اس اعلان کا دیتا جوابِ کارگر کوئی

Marfat.com

ابھی تک ثبت ہے "فَأْتُوا بِسُورَةٍ"[1] لوحِ ہستی پر
رہے گا بس یونہی یہ لاجواب اِعلان تا محشر

جو دُنیا بھر کی الہامی کتابیں آج کھو جائیں — صحیفے آسمانی نیست و نابُود ہو جائیں
کہاں باقی رہے گا نام قانونِ شریعت کا — کریگا کون دعوے اپنے مذہب کی صداقت کا
حق و باطل کی پھر میداں میں ہوگی رزم آرائی — نتیجہ دیکھ لیں گے کفر و ایماں کے تماشائی
کہ سرافراز ہوگا نُور کا عظمت نشاں پرچم — گریزاں ہوگی ظلمت لوٹ کر رہ جائیگا دم خم

اِسی قرآن کی تنویر چمکے گی جبینوں میں
اَزل ہی سے چلا آتا ہے جو محفوظ سینوں میں

---

[1] (ا) قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل) کہ دو اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ (ب) قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ (ہود) کہ دیجئے کہ تم بھی لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی بنا کر۔ (ج) وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (بقرہ) اور وہ جو ہم نے اپنے بندے (محمدؐ) پر (قرآن) اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور (اپنے اِس دعوے میں) سچے ہو تو اِسی جیسی ایک سورت (تم بھی بنا) لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو (بھی) بُلا لو۔

Marfat.com

زبور انجیل اور تورات کا ہے گو نشاں باقی
ہیں لیکن مغز سے محروم خالی استخواں باقی

کہاں اُنکی زبانیں ہیں وہ سریانی و عبرانی
زباں قرآن کی اب تک ہے، لاثانی و لافانی

محافظ[1] آپ ہے ذاتِ خدائے بحر و بر اِس کی
نہ کوئی کر سکا اِک زیر تک زیر و زبر اِس کی

لگا کر حق نے "اکملتُ لکم"[2] کی مُہر قرآنی
عطا کی عرش پہ مہرِ نبوتؐ کو درخشانی

سلام اے فخرِ دوراں، حالِ ارشادِ ربانی!
تری رحمت کے صدقے ہو گئی تکمیلِ انسانی

---

[1] اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (حجر)

بے شک ہم ہی نے قرآن اُتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان بھی ہیں۔

[2] اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ (مائدہ)

آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا اور ہم نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور ہم نے تمہارے لئے (اسی) دینِ اسلام کو پسند فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تاریخِ طبعِ "معجزاتِ رسولؐ"

(از مولانا عزیز الدین عظامی تلمیذ ملک الشعرا حضرت مولانا گرامی مرحوم)

فضلِ ما آں شاعرِ معجز بیاں — نغز گوئے، نکتہ سنجے، نکتہ داں

معجزاتِ رحمۃ للعلمیں — خاتمِ ختمِ نبوّت را نگیں

نظم کرد استے باندازِ غریب — آں فصیحے آں بلیغے آں ادیب

یارب ایں گلہائے اعجازِ رسولؐ — تازہ بادا بر سرِ شاخِ قبول

از عظامی جست تاریخش بگفت — بارک اللہ گوہرِ معنی بسفت

سالِ طبعش گو بہ آغازِ ادب — معجزات از رحمتِ اُمّی لقب

۱ = ا — ۰ ۶ ۳ ۱ ھ

۰ ۶ ۳ ۱ + ا = ا ۶ ۳ ۱ ھ

کتبہ۔ تاج الدین زرّیں رقم۔ لاہور

Marfat.com

# معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فضل حاجنڈھری

Marfat.com